حسینؑ اوران کی تعلیم

مسٹرایس ایس سکسینہ، چیف ایڈیٹراخبارنوجیون، بریلی

آج ہم اس متبرک زمین پرامام حسینؑ علیہ السلام کی تیرہ سو سال یادگار منا رہے ہیں ۔ اس زمین کے متبرک ہونے کی نسبت کوئی صاحب اپنے دل میں تعجب نہ کریں، اس زمین سے مجھ کو کیا خصوصی تعلقات ہیں اور میرے دل میں اس کی کیا عظمت ہے اس کے اظہار کا یہاں موقع نہیں ہے لیکن مناسبت جلسہ کے لئے اس زمین کی عظمت کے لئے یہ شرف کیا کم ہے کہ یہاں امام حسینؑ کی یادگار کا جلسہ منعقد ہو رہا ہے۔

امام حسینؑ کون ہیں، کیا ہیں، کہاں ہیں؟ امام حسینؑ کون ہیں ان کو کون نہیں جانتا۔ اس جلسہ میں میرا آپ سے یہی ذریعہ تعارف ہے کہ میں انجمن حسینی کا ممبر ہوں اور خادمان حسینی کا خادم ہوں۔ اس کے بعد میں کیوں کر جرأت کروں کہ آپ کا تعارف امام حسینؑ سے کراؤں۔

دنیا میں چند ہستیاں ایسی گذری ہیں جو کسی تعارف کی محتاج نہیں ہیں، مثلاً مہاتما بدھ، حضرت عیسیٰؑ، شری رام چندر جی حضرت محمد صاحب، حضرت امام حسینؑ۔ یہ بزرگان بین الاقوامی شہرت کے مالک ہیں، اور پڑھے لکھے تو درکنار جاہل اور غیر تعلیم یافتہ صحرائی لوگ بھی ان سے واقف ہیں بالخصوص امام حسینؑ کے نام اور ان کے مخصوص صفات سے دنیا جتنا زیادہ واقف ہے اس کا اندازہ کرنا قطعی ناممکن۔ کسی بچہ سے پوچھو کہ امام حسینؑ کون تھے؟ وہ جواب دے گا جن کا محرم ہوتا ہے۔

محرم کا چاند نمودار ہوا اور حسینؑ حسینؑ کی آواز تا بہ فلک جانے لگی۔ مجالس، ماتم، سبیل، لنگر، نوحے، علم، تخت، تعزیے، جلوس ماتمی باجے غرضکہ مختلف طریقوں پر اپنے اپنے مذاق کے مطابق لوگ امام حسینؑ کی یاد تازہ کرتے ہیں۔

کم سمجھ بچے اور دیہاتی لوگ بھی جانتے ہیں کہ امام حسینؑ بہت مظلوم تھے اور تین دن کی بھوک پیاس میں اپنے ساتھی عزیز اور بچوں کے ہمراہ دریا کے قریب پیاسے شہید کئے گئے اور ان کے چھ مہینے کے بچہ کو بھی پانی نہ ملا۔

فطرت انسانی ظلم کو پسند نہیں کرتی اور ظالم سے بیزاری اور مظلوم کے ساتھ ہمدردی عین فطرت انسانی کے مطابق ہے۔ یہی باعث ہے کہ امام حسینؑ سے ہمدردی رکھنے والے صرف مسلمان ہی نہیں بلکہ دنیا امام حسینؑ کی ہمدرد اور طرفدار ہے۔ تمام متمدن اور مہذب اقوام امام حسینؑ کی عزت کرتی ہیں اور ان کا احسان مانتی ہیں، اور باوجود ثروت طاقت، سلطنت اور دولت کے یزید کے ساتھ ہمدردی رکھنے والا کوئی نہیں ہے اور جب تک دنیا میں تہذیب انسانی کا وجود ہے یزید کا نام ہمیشہ لعنت کے ساتھ لیا جائے گا۔

تاریخ یا واقعات کربلا کی کسی کتاب کو لے کر ایک تعلیم یافتہ یا غیر تعلیم یافتہ یہودی، نصرانی، بدھ، ہندو غرض کہ کسی قوم یا کسی ملک کے رہنے والے کے سامنے پڑھئے یا بیان کیجئے اسے یہ نہ بتائیے کہ یہ واقعہ کس پر گذرا ہے ناموں کو بدل دیجئے لیکن اس کے باوجود بھی سننے والا چشم نم کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔

واقعات اور مشاہدات سے ثابت ہے کہ امام حسینؑ کے پرستار صرف مسلمانوں ہی میں محدود نہیں بلکہ تعلیم یافتہ اور غیر تعلیم یافتہ ہر طبقہ کے ہندو، عیسائی اور غیر مسلم سب امام حسینؑ کی عزت کرتے ہیں اور ان کی یاد مناتے ہیں اور امام حسینؑ کی روحانیت

سے متاثر ہیں۔ مثال کے طور پر دیکھئے مہاراجہ گوالیار صاحب کے یہاں کتنی شان وشوکت سے محرم ہوتا ہے۔ مہاراجہ سرکشن پرساد صاحب آنجہانی (حیدرآباد دکن) نے امام حسینؑ کے متعلق کیسی پر خلوص نظمیں تصنیف فرمائی ہیں، اگر محققین اہل یورپ و اہل فرنگ کے اقوال کو ملاحظہ فرمایئے تو معلوم ہوگا کہ یہ حضرات مسلمانوں سے زیادہ امام حسینؑ کے شیدائی ہیں اور امام حسینؑ کی تعلیم کے سائنٹفک پہلو سے واقف ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ امام حسینؑ نے جو کارنامہ دنیا کے سامنے پیش کیا ہے اس پر عالم انسانیت کو بجا ناز ہے۔ تعلیم اور اخلاق کسی ملک یا قوم کی ملکیت نہیں قرار پاسکتی بلکہ عوام کو حق ہے کہ اس سے جس قدر چاہیں فائدہ حاصل کریں اور اختیار کریں۔

سچ بولنا، چوری سے پرہیز کرنا، پاکیزگی کے ساتھ زندگی بسر کرنا، غریبوں کی مدد کرنا، یتیموں کی پرورش کرنا، مریضوں کے لئے دوا مہیا کرنا، اچھے اصول کسی خاص قوم یا مذہب کی ملکیت نہیں ہیں۔

امام حسینؑ کی خصوصیات پر مختلف اقوام کے اکابرین محققین نے اپنے اپنے تصورات کے مطابق مدح سرائی کی ہے۔ تنگی وقت اور اپنی بے بضاعتی اجازت نہیں دیتی کہ میں ان جملہ محققین کے اقوال پر تنقیدی تبصرہ پیش کروں۔ آپ صاحبان واقف ہیں کہ دور حاضرہ میں مذہبی تعصّبات کا طوفان تلاطم خیز ہے۔ یہ بھی امام حسینؑ کے نام کی برکت اور خصوصیت ہے کہ اس نام کے باعث ہندو، مسلم، عیسائی، لیگی، کانگریسی، مہا سبھائی غرضکہ ہر عقیدہ اور جماعت کے ہندوستانی حسینی پلیٹ فارم پر جمع ہو گئے ہیں۔ اور اگر پرماتما کی سہاتیا شامل حال رہی تو عجب نہیں کہ اسی نام کی برکت سے اقوام ہند اس میں متحد ہو جائیں اور اختلاف اور پھوٹ کی بیماری کا بنس ہندوستان کی سرزمین سے ناپید ہو جائے۔ صاحبان! یہ بڑا عظیم پلیٹ فارم ہے میں جانتا ہوں کہ مجھ میں اہلیت نہیں ہے کہ میں آپ جیسے قابل مجمع کے سامنے اس مضمون پر کچھ کہہ سکوں۔ یہ آپ کی محبت اور مہربانی ہے کہ آپ نے ایسے موقع پر مجھ کو اظہار خیال کا موقع دیا۔ میں اس مہربانی کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اس جگہ بلا کر آپ نے میری بہت عزت افزائی کی یہ ایسا وسیع مضمون ہے کہ اس پر گھنٹوں تقریریں کرنے کے بعد بھی سیری نہیں ہوسکتی، اس لئے میں چاہتا ہوں کہ تمہید کو ترک کر کے جو کچھ اس مضمون کے متعلق عرض کرنا چاہتا ہوں پیش کروں۔

امام حسینؑ مسلمانوں کے ہر دلعزیز پیشوا ہیں۔ رسول عربیؐ کے نواسے ہیں۔ اس لئے ہر مسلمان ان کا شیدائی ہے لیکن فی الحقیقت میں امام حسینؑ کی اس وجہ سے قدر کرتا ہوں کہ ان میں وہ سب صفات حمیدہ اور اوصاف برگزیدہ موجود ہیں جو ایک مہاپرش کے لئے ضروری ہیں۔

امام حسینؑ ان لوگوں کی نگاہ میں بھی بہت معزز ہیں جو مسلمان نہیں ہیں اور امام حسینؑ نے صرف مسلمانوں کی ہدایت نہیں کی بلکہ امام حسینؑ نے تعلیم اور عمل کی ایسی مثال قائم کی ہے جس سے تمام دنیا نفع اٹھا سکتی ہے اور اٹھا رہی ہے۔

امام حسینؑ کے کمالات صرف زہد وتقویٰ، ریاضات و عبادات اور تعلیمات محمدی کی واقفیت پر ختم نہیں ہوتے بلکہ ان کی زندگی کے سوانح حالات اور تاریخ کی ورق گردانی سے ظاہر ہوتا ہے کہ امام حسینؑ نے تحفظ آزادی کے لئے اپنا کنبہ نثار کردیا، لیکن خود دوسروں کی آزادی سلب کرنے کا باعث نہ ہوئے، دنیا پر ظاہر کردیا کہ آزادی کا سچا پرستار اس اصول کی حفاظت پر کس طرح اپنی جان دے سکتا ہے۔

امام حسینؑ نے دنیا کو شجاعت، نیک کرداری، راست بازی اور اعتدال کی تعلیم دی، اور دنیا کو مکروفریب دغا اور غلط کرداری سے روکا اور بتادیا کہ تحفظ جان یا کامیابی حاصل کرنے کے لئے مذموم طریقے استعمال کرنا شرافت انسانی کے خلاف ہے۔ ایسے طریقے استعمال کرنے کے بجائے جان دے دینا بہتر ہے۔ اگر مسجد اور خانقاہ میں بلند پایہ عابد اور متقی نظر آتے ہیں تو خانگی زندگی میں امام حسینؑ بہترین باپ، بھائی اور شوہر ہیں۔ تو میدان

جنگ میں بہترین کمانڈر اور سپہ سالار ہیں، میدان سیاست میں مدبر ہیں، اور بنی نوع انسان کے سچے ہمدرد ہیں، غریبوں کے محافظ اور مددگار ہیں، انسانی آزادی اور آزادی ضمیر کے ایسے حامی اور شیدائی ہیں کہ اس اصول کے تحفظ میں تن من دھن سب لٹا بیٹھے اور اف نہ کی۔ امام حسینؑ نے یہ قربانی اپنی خاطر یا مسلمانوں کی خاطر نہیں کی بلکہ مقصود دنیا کی اصلاح اور دنیا کی ہدایت تھی۔

حصول آزادی اور تحفظ آزادی کے لئے امام حسینؑ نے ایسی عدیم المثال تعلیم دنیا کے سامنے پیش کی ہے جس کو فراموش نہیں کیا جا سکتا۔ امام حسینؑ کی تعلیم سے ہم کو معلوم ہوتا ہے کہ انسان کو آخر دم تک تدابیر اپنی حفاظت کے لئے کرنا ضروری ہیں لیکن کمی طاقت یا کمی افواج کے باعث آدمی کو پست ہمت نہ ہونا چاہئے بلکہ اگر وہ سچائی پر ہے تو اس کو جادۂ مستقیم کو نہ چھوڑنا چاہئے، خواہ دشمن کتنا ہی قوی اور صاحب اقتدار ہو۔ یہ امام حسینؑ کی ہمت تھی کہ امام حسینؑ نے ہزاروں افواج کا مقابلہ جن کی تعداد کم از کم تیس ہزار تھی، صرف بہتر سپاہیوں سے کیا ان سپاہیوں کو موجودہ اصول جنگ کے بموجب سپاہی نہیں کہا جا سکتا کیوں کہ ان میں کم عمر بچے اور ۹۰ برس کے بڈھے بھی شامل تھے۔

اگر امام حسینؑ کے ذکر کے ساتھ ان کے رفقاء نامدار کا تذکرہ نہ کیا جائے تو یہ بڑا ظلم ہوگا۔ اگر امام حسینؑ نے دنیا کو شجاعت، آزادی، شرافت اور سچائی کے اصول بتائے تو امام حسینؑ کے ساتھیوں نے بھی دنیا کے سامنے وفاداری اور اپنے سردار کے حکم ماننے کا عدیم المثال نمونہ پیش کیا۔ ان کے ساتھیوں میں سے نہ کسی نے دغا کی، نہ وفاداری سے منھ موڑا اور نہ اپنی تکالیف کی شکایت سردار سے کی۔

امام حسینؑ کے ساتھیوں میں کچھ مستورات بھی تھیں۔ ان بیبیوں نے بھی خواتین عالم کی ہدایت کے لئے بہترین نمونہ پیش کیا۔ مصیبت کے وقت اپنے شوہروں، بھائیوں اور بچوں کو ہدایت کی کہ اپنے سردار کی حفاظت اور خدمت سے منھ نہ موڑنا اور جب تک جان باقی ہے وفاداری سے نہ ہٹنا۔

دنیا کی تاریخ میں ایسے سردار اور ساتھیوں کی نظیر ڈھونڈھے سے بھی نہیں ملتی۔ امام حسینؑ عرب کے بہت بڑے سردار تھے، مسلمانوں کی آنکھ کی روشنی تھے، اگر چاہتے تو یزید سے زیادہ گراں لشکر فراہم کر سکتے تھے مگر امام حسینؑ انسانی خونریزی کو پسند نہیں کرتے تھے اور چاہتے تھے کہ کسی طرح جنگ ٹل جائے، اسی لئے امام حسینؑ بہت مختصر ساتھیوں کے ہمراہ کوفیوں کی دعوت پر میسوپوٹامیہ کو روانہ ہوئے تا کہ کوفہ کے رہنے والوں کی روحانی رہبری کریں۔ لیکن یزید جنگ پر تلا ہوا تھا۔ یزید نے اپنی فوج کو حکم دیا کہ امام حسینؑ کو گرفتار کر لو یا ان سے بیعت لے لو اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو قتل کر دو۔

جیتے جی آزادی سے ہاتھ دھونا یا اپنے ضمیر کے خلاف بیعت کرنا امام حسینؑ کی شریف النفس طبیعت کو گوارا نہ تھا لہٰذا امام حسینؑ نے اس پر شہادت کو ترجیح دی۔ صرف امام حسینؑ ہی نے نہیں بلکہ ان کے تمام ساتھی اور عورتیں بھی اس پر آمادہ ہو گئے۔

امام حسینؑ میدان کربلا میں پہنچے تھے کہ لشکر یزید نے ان کو محصور کر لیا۔ تین دن تک امام حسینؑ نے جنگ کو ٹالا اپنا خیمہ دریا سے ہٹا لیا اور بھوک اور پیاس کی تکلیف صبر اور استقلال کے ساتھ برداشت کرتے رہے اور جب فوج یزید نے خود حملہ میں پیش قدمی کی تو مدافعانہ جنگ کی گئی۔ جس میں فوج کا بچہ بچہ شہید ہوا۔

روز عاشورہ امام حسینؑ کا صبر اور استقلال عقول انسانی کو متحیر کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ امام حسینؑ کے ساتھی، بھائی، بھتیجے، بیٹے ایک ایک کر کے شہید ہو گئے۔

امام حسینؑ نے اپنے مختصر لشکر کو اسی طرح ترتیب دیا تھا جس طرح ایک کمانڈر فوج کو ترتیب دیتا ہے۔ امام حسینؑ کو خوف و ہراس یا شکست یا جان جانے کا کوئی خدشہ نہ تھا۔ امام حسینؑ کا لشکر پورے اطمینان کے ساتھ ہزاروں دشمنوں کے مقابلہ میں نبرد آزما رہا۔ اگر ہر سپاہی کی شجاعت کے کارناموں کا ذکر کروں تو وقت

میں گنجائش نہیں لیکن یقین مانیے کہ ہر سپاہی سیکڑوں دشمنوں پر بھاری تھا۔ اور ایک ایک سپاہی سے فوج یزیدی کانپ اٹھی۔ یہ سپاہی بے شک شہید ہوئے لیکن یہ مفتوح نہیں ہوئے۔ ان سپاہیوں نے مرکرابدی زندگی حاصل کرلی۔ کسی نے خوب کہا ہے۔

ہرگز نمیرد آں کہ دلش زندہ شد بہ عشق

ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

امام حسینؑ اور یزید کی جنگ کیا تھی بلکہ مکاری وظلم اور سچائی کے درمیان معرکہ تھا۔ گو بظاہر امام حسینؑ شہید ہوئے لیکن فی الحقیقت سچائی اور شرافت کا معرکہ امام حسینؑ ہی کے ہاتھ رہا۔ یہی وجہ ہے کہ محرم میں امام حسینؑ کی فتح کا ڈنکا اطراف عالم میں بجتا ہے اور یزید کی سیہ کاری پر ملامت ہوتی ہے۔ امام حسینؑ کی شرافت اور یزید کی دنائت کی یہ ادنیٰ مثال ہے کہ امام حسینؑ نے فوج یزیدی کو اس وقت پانی پلا دیا جب کہ وہ پیاس سے جاں بلب تھے۔ دریا قریب نہ تھا اور امام حسینؑ کے پاس اپنی ضرورت سے زائد پانی نہ تھا لیکن امام حسینؑ نے اخلاق انسانی اور شرافت انسانی کی نظیر قائم کی اور اپنی ضروریات کو پس پشت ڈال کر کل پانی یزید کے لشکریوں کو پلا دیا۔ اور اس کے برخلاف یزید کی فوج کے کمینہ پن کو ملاحظہ کیجئے کہ جب امام حسینؑ نے اپنے صغیر السن بچہ کو پیاس سے جاں بلب دیکھا تو یزیدی فوج کے سامنے لاکر فوج کو اس کے حال سے باخبر کیا اور استدعا کی کہ اس بچہ کی جان بچانے کے لئے اس کو چند قطرہ ہائے آب سے سیراب کر جاؤ۔ اور خود پانی پلا جاؤ۔ مگر ان کو یہ توفیق نہ ہوئی کہ ایک چھ ماہ کے بچہ کو چند قطرہ ہائے آب بھی دے سکتے بلکہ اس کا جواب تیر سے دیا گیا اور آب تیر سے اس کو سیراب کیا گیا۔ امام حسینؑ پر جو مظالم یزیدی فوج کرسکتی تھی اس نے ختم کئے۔

اے اہل بصیرت! اس واقعہ سے عبرت حاصل کرو اور سبق سیکھو، اگر تم سچائی پر ہو تو فتح تمہاری ہوگی، جان جانے سے مقصد اصلی فوت نہیں ہوسکتا۔ دنیا کے ظالم بھی متنبہ ہوں کہ کمزور اور نہتے لوگوں پر ظلم کرنا کبھی تم کو حقیقی عزت یا کامیابی کے منازل تک نہیں پہنچا سکتا ان ارذل طریقوں سے اگر بادی النظر میں تم کو کامیابی بھی حاصل ہوگئی تو یہ بہت مختصر وقت کے لئے ہوگی اور منتقم حقیقی تم کو تمہاری بدکرداریوں کی سزا اسی طرح دے گا جس طرح پر ماتمانے یزید کے ساتھیوں کو ذلت کے ساتھ نیست و نابود کر دیا۔

تعلیم حسینی میں اقوام عالم کی بھلائی کا راز مضمر ہے۔ حسینی تعلیم کلیتہً عملی تعلیم ہے۔ اور جس طرح امام حسینؑ نے اس پر عمل کر کے دنیا کو صبر وصداقت اور شجاعت کی تعلیم دی، اسی طرح اس پر آج بھی عمل ہوسکتا ہے۔ امام حسینؑ بے شک امام حریت ہیں، اور امام حسینؑ نے جس آب و تاب کے ساتھ آزادی کی تبلیغ کی ہے وہ دنیا کی تاریخ میں ہمیشہ سنہری حرفوں سے لکھی جائے گی۔

امام حسینؑ کی تعلیم امن اور محبت کا پیغام ہے۔ امام حسینؑ نے دنیا کو بتا دیا کہ ظلم کی طاقتیں انسانی عزم اور انسانی ضمیر کو فتح نہیں کرسکتی ہیں۔

ذاتی رائے اور عقیدہ پر قائم رہنا انسان کا پیدائشی حق ہے اور اس معاملہ میں کسی کو مداخلت کرنے کا حق نہیں ہے، خواہ حکومت وقت ہی کیوں نہ ہو۔ اور خود دار انسان ان امور میں مداخلت برداشت نہیں کرسکتا اور ایسی مداخلت کا نتیجہ ہمیشہ منظر کربلا پیش کرے گا اور مظالم کرنے والا اسی ذلت میں مبتلا ہوگا جس میں یزید گرفتار ہے۔

میں بلا خوف تردید کہہ سکتا ہوں کہ آج مہذب دنیا نے تعلیم حسینی کو اصولاً اپنا سنگ بنیاد بنالیا ہے بعض اوقات پر افراد اصول سے ہٹ کر کام کرتے ہیں اور نتیجہ میں ذلت اور تکلیف اٹھاتے ہیں اور دوسروں کو بھی تکلیف میں مبتلا کرتے ہیں۔ ابھی کل کی بات ہے کہ مہاتما گاندھی نے بھی آزادیِ تقریر کے لئے حکومت برطانیہ کے خلاف احتجاج کیا تھا۔

امام حسینؑ نے ایک اصول کی حفاظت کے لئے عظیم الشان قربانی پیش کی۔ جس قربانی کی نظیر تاریخ عالم میں نظر نہیں آتی جو جامعیت اس قربانی میں ہے وہ کہیں ممکن نہیں ہے۔ بہادر

انسان کے لئے اپنی جان دینا آسان ہے لیکن امام حسینؑ نے صرف جان کی قربانی نہیں دی بلکہ تمام ساتھی، عزیز دوست، بچے، عورتوں کی اسیری گھر کی لوٹ ہر مصیبت کو فلاح نسل انسانی کے لئے برداشت کیا اور نسل انسانی کی آزادی اور وقار کے پرچم کو بلند رکھا۔

معرکۂ کربلا میں امام حسینؑ کے تمام رفیق جن کو وہ جان سے زیادہ عزیز رکھتے تھے موجود تھے، امام حسینؑ کا سارا کنبہ ساتھ تھا اور امام حسینؑ کی بہنیں جوان لڑکے، بھتیجے، بھانجے اور ان کے عزیزوں کی اولاد غرض کہ سب موجود تھے۔ امام حسینؑ جانتے تھے کہ صرف تنہا اپنی جان دینا نہیں ہے بلکہ ان سب کو قربان کرنا ہے، صرف مردوں کی جان کا معاملہ نہیں ہے بلکہ عورتوں کی اسیری اور بے پردگی کا بھی سوال ہے مگر ایک اعلیٰ مقصد کے حصول کے لئے، تہذیب انسانی کی بقاء کے لئے امام حسینؑ نے ان سب مصیبتوں کو برداشت کرنے کا ارادہ کرلیا اور آخر وقت تک اس پر قائم رہے۔

یزیدی افواج کے مظالم کے علاوہ عرب کی گرمی، ریتلا میدان، آگ اور تین دن کی بھوک اور پیاس، امام حسینؑ اور ان کے ساتھیوں کی تکلیف میں مزید اضافہ کر رہی تھیں۔ اگر امام حسینؑ کو اپنی صداقت کا یقین نہ ہوتا تو ان کا ثابت قدم رہنا ممکن نہ تھا۔ اس جگہ یہ بات بھی قابل لحاظ ہے کہ امام حسینؑ اور ان کے ساتھیوں کی شہادت بیک وقت نہیں ہوئی جس طرح ایک جہاز میں ہزاروں آدمی غرق ہوجائیں یا کسی مکان کے نیچے دب جائیں یا ایک بم کے پھٹنے سے ہلاک ہوجائیں بلکہ صبح سے سہ پہر تک باری باری امام حسینؑ کے ساتھیوں نے شہادت پائی۔

کبھی امام حسینؑ کے بچپن کے رفیق حضرت حبیب ابن مظاہر میدان جنگ کو جارہے ہیں، کبھی ان کے بھتیجے جناب قاسمؑ میدان کی اجازت طلب کرتے ہیں۔ اسی طرح امام حسینؑ کی فوج کا ایک ایک جاں نثار پروانہ وار اپنے سردار پر نثار ہوگیا یہاں تک کہ جب امام حسینؑ کا کوئی مددگار باقی نہ رہا تو آپ خود میدان جنگ کی طرف تنہا روانہ ہوئے اور انتہائی مظالم اٹھا کر شہید ہوئے۔

اس جگہ یہ خصوصیت صرف امام حسینؑ کی ذات کے لئے مخصوص ہے کہ بھوک پیاس کی ایسی مصیبت کہ بچے پیاس سے قریب مرگ تھے، پھر یکے بعد دیگرے ساتھیوں کی مفارقت، ان کی نعشیں اٹھانا اور مسافرت میں جدائی کے صدمے اٹھانا، ان سب باتوں کے باوجود امام حسینؑ کے اوسان بالکل بجا تھے اور ان کے اطمینان میں کوئی فرق نہ تھا۔ یہ اسی اطمینان کا نتیجہ تھا کہ آخر وقت بھی امام حسینؑ نے دشمن کی فوج کو سمجھانے میں کوئی فروگذاشت نہ کی۔ اور جب دشمن کسی طرح جنگ سے باز نہ آیا تو امام حسینؑ نے جنگ شروع کی لیکن اللہ کا تنہا شیر بھی لشکر روباہ پر غالب آرہا تھا اور امام حسینؑ کی تلوار سے دشمن پناہ مانگنے لگے اور دہائی دینے لگے تو امام حسینؑ نے تلوار روک لی۔

امام حسینؑ کے جملہ امور ان کی عملی تعلیم تھی۔ امام حسینؑ نے دنیا کو اس عملی تعلیم سے بتادیا کہ دیکھو اگر تم سچائی پر ہو تو ہرگز خوف نہ کرنا، اور سچائی کا جھنڈا آخر وقت تک بلند رکھنا۔ جب تک تم زندہ ہو اس وقت تک اس کی حفاظت کرو، حفاظت اصول اور سچائی اور آزادی کے لئے زیادہ سے زیادہ قیمتی قربانی پیش کرو۔ اس کی پروا نہ کرو کہ تم کمزور ہو جان سے مارے جاؤ گے اور تمہاری کمزور قوتیں جھوٹ کی طاقت پر غالب نہ رہیں گی۔ جب تک تم زندہ ہو سچائی کے علم کی حفاظت کرو۔ جب تم دنیا سے اٹھ گئے تو تم پر حفاظت کا بار بھی نہیں رہا۔ اس کے بعد خدا کوئی دوسرا سامان اپنی قدرت سے پیدا کرے گا۔

سچائی کی حفاظت میں عظیم الشان قربانی پیش کرنا سچائی کی فتح کی دلیل ہے۔ آپ نے دیکھا کہ امام حسینؑ اپنے ارادے پر آخر وقت تک قائم رہے اور ان کو اپنے مقصد میں کامیابی ہوئی اور ان کا دشمن ناکام رہا۔ بے شک امام حسینؑ کے بہتر ساتھی شہید ہوگئے۔ لیکن وہ زندۂ جاوید ہیں جس اصول کے لئے امام حسینؑ نے جنگ کی تھی اس کا جھنڈا بلند رہا اور آج تک بلند ہے، یزید

اپنی زبردست قوت کے باوجود آپ کے اصول کو نہ توڑ سکا اور اپنی بات نہ منوا سکا اور اس کو ذلت وشرمندگی نصیب ہوئی۔ امام حسینؑ نے نہ صرف یزید کو بلکہ دنیا کے تمام سرکش اور ظالموں کو بتادیا کہ سچائی کی قوتوں کے مقابلہ میں تمہاری قوت ہیچ ہے اور اس طرح امام حسینؑ نے تمام کمزوروں کے دلوں کو مضبوط کردیا اور ان میں جذبہ حریت کی لہر دوڑادی۔

امام حسینؑ روحانی شخصیت کے مالک تھے مگر انہوں نے دنیا کو یہ بھی بتادیا کہ تدبیر سے انسان کو کسی وقت بھی غافل نہ رہنا چاہئے۔ چنانچہ امام حسینؑ نے اپنے دوستوں کو دور دور سے خطوط لکھ کربلایا اور روز جنگ اپنے مختصر ساتھیوں کو اس طرح ترتیب دیا جیسے کہ ایک جنرل اپنی سپاہ کو میدان جنگ کے لئے مرتب کرتا ہے۔ ظاہری طریقہ پر امام حسینؑ نے حفاظت کی تمام تدابیر اختیار کیں۔ عورتوں کے خیمہ کے گرد خندق کھود کر اس میں آگ جلادی تاکہ دشمن یکبارگی پشت سے خیام پر یلغار کے ساتھ حملہ نہ کرسکیں۔

آج ہمارے بعض ناسمجھ ہندوستانی کہتے ہیں کہ ہم محوری طاقتوں کا مقابلہ کس طرح کریں؟ میں جواب میں کہہ سکتا ہوں کہ ہم اسی بے سروسامانی کے ساتھ مخالفین کے ٹینک، طیارہ اور بم کا مقابلہ کریں گے جس طرح امام حسینؑ نے ۷۲ سپاہیوں سے لاکھوں افواج کا مقابلہ کیا تھا۔ جب تک ہم زندہ ہیں ہم کو اپنی آزادی کی حفاظت کرنا ہے، اپنے گھر بار کو بچانا ہے اپنی عورتوں اور بچوں کی جان اور عزت کی حفاظت کرنا ہے، جب ہم دنیا میں نہ رہے جب ہمارا ایک بھی سپاہی نہ رہا تو ہمارے گھر بار، عورتوں، بچوں کی حفاظت کی ذمہ داری پھر ہم پر نہیں رہی۔ پھر خدا سب کا نگہبان ہے جس طرح وہ رکھے اس کا مال ہے، ہم سبکدوش ہو چکے ہم نے اپنا فرض ادا کردیا۔

امام حسینؑ کی تعلیم عزم استقلال، سچائی، امن اور محبت اور حریت کا پیغام ہے جس سے سب قومیں اور ہر مذہب کے لوگ یکساں نفع اٹھا سکتے ہیں اور یکساں نفع اٹھا رہے ہیں۔ امام حسینؑ کی تعلیم نے ہم کو یہ بھی بتادیا کہ ہماری زندگی کے لئے اعلیٰ مقاصد ہیں۔ اعلیٰ مقاصد اسی وقت دنیا کی نگاہ میں معزز قرار پا سکتے ہیں جب کہ ہم ان کے تحفظ کے لئے عظیم الشان قربانیاں پیش کرنے پر آمادہ رہیں اور وقت پر ضرور عظیم الشان قربانیاں پیش کریں۔ ایسا نہیں ہے تو ٹائیں ٹائیں فش۔ اعلیٰ مقاصد بغیر قربانی دیئے باقی نہیں رہ سکتے۔

ہمارے بہت سے بھائی اصلاح، تنظیم، آزادی، سچائی، امن، اتحاد کے مضامین پر تحریروں اور تقریروں کے دریا بہا دیتے ہیں لیکن اگر دیکھئے کہ وہ ان مقاصد کے حصول کے لئے کوئی قربانی کرنے کو آمادہ نہیں تو نتیجہ میں آپ کو مایوسی ہوگی۔

امام حسینؑ کے سامنے اعلیٰ مقصد آزادی کا ملہ تھا۔ اس مقصد کی حفاظت کے لئے امام حسینؑ نے قربانی پیش کی اور آج مہذب دنیا کے ہر گوشہ میں اقوام عالم نے اس اصول کو مان لیا۔ آپ بھی اگر کسی اعلیٰ مقصد کے پیش نظر قربانیاں پیش کرسکتے ہیں تو آج بھی کامیابی آپ کا قدم چومنے کے لئے تیار ہے۔ امام حسینؑ کے مقابلے میں جس طرح یزید نے شکست کھائی اسی طرح ہمارے مقابلہ میں بھی ظلم کی طاقتیں طیارہ اور توپ سے فتح نہیں پا سکتیں لیکن قربانیوں کے ساتھ ساتھ ہم کو بھی تدبیر منزل کے جملہ مدارج اسی طرح طے کرنا ہوں گے جس طرح امام حسینؑ نے طے کئے اور خوف وہراس کو دل سے نکالنا ہوگا۔ اگر ہم کو اپنے مقصد کی سچائی کا یقین ہے تو ہم کو اپنی کامیابی کا یقین رکھنا ضروری ہے۔

اگر امام حسینؑ کے کارنامے کے ساتھ ان کے ساتھیوں کے جذبۂ ایثار اور وفاداری اور ان کی فرض شناسی اور زریں خدمات کا تذکرہ نہ کیا جائے تو یہ بے انصافی ہوگی؟ کیوں کہ کربلا کا معرکہ تنہا امام حسینؑ نے سر نہیں کیا بلکہ ان کی کامیابی میں ان کے تمام رفیق اور مددگار شریک ہیں۔ جس طرح کہ ایک لڑائی کے جیتنے میں جنرل کی تدبیر اور سپاہیوں کی عرق ریزی شریک رہتی ہے، امام حسینؑ کے ساتھیوں کی رفاقت اور فرض شناسی ہمیشہ دنیا کی تاریخ میں سنہری حرفوں سے لکھی جائے گی۔ سچ تو یہ ہے کہ دنیا

کے کسی سپہ سالار کو ایسے فرض شناس اور وفادار سپاہی اور معاون نہیں ملے۔ کہنے کو لوگ کہتے ہیں کہ ہم آخری قطرۂ خوں سے دریغ نہیں کریں گے اور جب تک ایک سوار اور ایک گھوڑا ہمارے پاس ہے اس وقت تک اپنے ارادے پر قائم رہیں گے لیکن اس کی سچی مثال معرکۂ کربلا ہے۔ اول تو اتنی مختصر فوج کا ایک عظیم الشان لشکر کے مقابلے میں ثابت قدم رہنا عجائبات دنیا میں سب سے نادر نمونہ ہے اس کے سوا گرمی کے موسم میں تین روز وشب بے آب وغذا رہنے کے بعد پردانہ وار نثار ہونا اور کل جمعیت میں ایک شخص کا بھی دشمن کی اطاعت قبول نہ کرنا۔ بھاگنے کا خیال دل میں نہ لایا۔ اپنے مصائب کا خیال دل میں نہ لانا ایسا کارنامہ ہے کہ اس کی تعریف جتنی بھی کی جائے کم ہوگی۔ امام حسینؑ کے ساتھیوں کو اپنی جان جانے کا ذرا بھی خیال نہ تھا بلکہ آخر وقت تک مرتے مرتے بھی وہ اپنے ساتھیوں سے وصیت کر گئے کہ وہ امام حسینؑ کی نصرت میں کوتاہی نہ کریں امام حسینؑ کے ساتھیوں نے نہایت واضح طور پر دنیا کو بتادیا کہ سردار کی حفاظت اور رفاقت اور وفاداری اس طرح کرنا چاہیئے۔ امام حسینؑ کے معاون ان کے حکم کے تابع تھے اور کسی امر میں حکم کی خلافت ورزی نہیں کرتے تھے مثال کے طور پر دیکھیئے کہ کربلا کے راستہ میں جب دشمن کی فوج کا ہراول ایک ہزار لشکر کے ساتھ نہایت پریشانی کے عالم میں امام حسینؑ کی مختصر سپاہ کے قریب آیا اس وقت یزیدی لشکر بہت پیاسا تھا۔ امام حسینؑ نے حکم دیا کہ ان سب کو پانی پلاؤ۔ اس حکم کی تعمیل امام حسینؑ کے لشکریوں نے اس طرح کی کہ اپنے لئے ایک قطرہ بھی پانی کا نہ رکھا۔

ہم ہندوستان کے رہنے والے پانی کی قدر نہیں جان سکتے کیوں کہ یہاں ہر منزل اور ہر راستہ میں پانی بکثرت ملتا ہے لیکن عرب میں بعض مرتبہ سیکڑوں میل تک پانی نہیں ملتا۔ یہ امام حسینؑ اور ان کے لشکریوں کا ظرف تھا کہ انہوں نے دشمن کے ساتھ یہ مراعات رواداری اور انسانیت دکھائی اور یہ یزیدی فوج کی کم ظرفی تھی کہ دریا کے قریب امام حسینؑ کا خیمہ دریا کے قریب لگایا گیا تھا۔ یزیدی فوج نے مطالبہ کیا کہ خیام حسینی دریا سے دور لگائے جائیں اور درصورت عدم تعمیل لڑائی جاری کرنے کا قصد کیا۔ امام حسینؑ کے ساتھی ہٹنا نہیں چاہتے تھے اور لڑنے پر آمادہ تھے مگر امام حسینؑ کی نگاہ زیادہ دوررس تھی امام حسینؑ نے ارشاد فرمایا کہ دنیا کہے گی کہ امام حسینؑ نے پانی کے لئے جنگ کی اور انسانی خونریزی کو گوارا کیا، اس لئے خیام کو ہٹانے کا حکم دیا کیوں کہ امام حسینؑ اپنے مقصد کو اشتباہ میں رکھنا نہیں چاہتے تھے۔ امام حسینؑ کا حکم ملتے ہی دریا سے خیام ہٹالئے گئے۔

روز عاشورہ امام حسینؑ نماز میں مشغول تھے کہ یزیدی فوج نے تیروں کی بارش شروع کردی اس وقت کچھ حسینی جاں نثار حفاظت میں مصروف تھے ان بہادروں نے تیروں کو اپنے سینہ پر روکا اور اپنے سردار کی اجازت کے بغیر کوئی حربہ اپنی جانب سے دشمن پر نہیں کیا (Discipline) ڈسپلن اور وفاداری کی مثال اس سے بہتر تاریخ دنیا میں ممکن نہیں ہے۔ اس طرح کثیر تعداد میں ناصران امام شہید ہوگئے لیکن انہوں نے اپنی جگہ سے جنبش نہ کی۔ اس طرح حسینی فوج نے افواجِ دنیا کو فرماں برداری اور ڈسپلن کی تعلیم دی۔

حسینی سپاہ کی وفاداری کی داستان بہت عبرت خیز اور سبق آموز ہے۔ مثال کے طور پر دیکھئے کہ امام حسینؑ کی پیاس کے خیال سے امام حسینؑ کے ناصروں نے یہ ارادہ کرلیا تھا کہ جب تک امام حسینؑ اور ان کے بچوں کو پانی نہ پلادیں گے خود بھی نہ پئیں گے اور وہ اس ارادے پر تا بمرگ قائم رہے۔ تواریخ سے ظاہر ہوتا ہے کہ بعض شجاعان فوج حسینی دشمن کی فوج کے پہرے کے باوجود دریا تک پہنچ گئے مثلاً بریر ہمدانی اور عباسؑ ابن علیؑ ان حضرات نے اپنا گھوڑا دریا میں ڈال دیا اور مشکیزہ پانی سے بھر لیا۔ چاہا کہ خود بھی اپنی پیاس بجھالیں مگر حسینؑ کے بچوں کی پیاس یاد آگئی اور ان بہادروں نے ایک قطرۂ آب سے بھی حلق تر نہ کیا۔

امام حسینؑ کے ساتھ جو مستورات تھیں انہوں نے کمال

جرأت اور ہمدردی کا ثبوت دیا۔ان بی بیوں نے امام حسینؑ سے ضد کی کہ ان کے بچوں کو میدان جنگ میں جانے کی اجازت دی جائے۔ ہر خاتون یہ چاہتی تھی کہ اس کا بیٹا شوہر یا بھائی سب سے پہلے میدانِ جنگ میں جانے کی اجازت پائے۔اور امام حسینؑ کی نصرت میں اپنی جان فدا کرے جب امام حسینؑ کی فوج میں کوئی جوان باقی نہ رہا تو آپ کی بہن نے خود امام حسینؑ کو گھوڑے کی رکاب پکڑ کر سوار کیا اور باوجود صدمات اور مصائب کے اس وقت تک خیام کے اندر بیٹھی رہیں جب تک کہ آخری خیمہ میں آگ نہ لگی۔

اس جگہ یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ امام حسینؑ نے کس فضا میں نشو ونما پائی تھی اور ان کی زندگی کس طرح صبر ہوئی تھی اس بارے میں تحقیقات کیجئے تو آپ کو معلوم ہوگا کہ امام حسینؑ کی زندگی بہت پاکیزہ اور سادہ تھی حضرت محمدؐ صاحب کا نواسہ ہونے کے باوجود امام حسینؑ نے اپنی زندگی نہایت عسرت کے ساتھ بسر کی نہ رہنے کے لئے عالیشان اور پرتکلف قلعے اور محل اختیار کئے نہ لطیف غذا اور شاندار لباس کی طرف توجہ کی آپ کے رہنے کے مکانات نہایت سادہ اور معمولی تھے جن کے نشانات آج تک موجود ہیں کھانے کی یہ حالت تھی کہ جو کی روٹی پر قناعت تھی اور بسا اوقات وہ بھی دو دو دن تک نہ ملتی تھی اگر دو دن کے فاقے کے بعد دستر خوان پر گئے اور کسی بھوکے نے سوال کیا تو سب کھانا اس کو دے دیا اور خود پانی سے روزہ کھول کر خدا کا شکر ادا کیا اور غریبوں اور مجبوروں کے لئے بہتر سے بہتر غذائیں فراہم کیں ان کی ضرورتیں پوری کرنے کے لئے امام حسینؑ کی والدہ محترمہ نے اپنے اوڑھنے کی چادر تک شمعون یہودی کے پاس رہن کر دی۔ لباس کا یہ حال تھا کہ ہمیشہ موٹا لباس استعمال کیا جس کو ہندوستانی اصطلاح میں کھدر کہا جا سکتا ہے یہ لباس بھی اکثر کہنہ جس میں سیکڑوں پیوند لگے رہتے تھے اس طرح امام حسینؑ نے نفس کشی اور غربت کی زندگی بسر کی تاکہ دنیا کے لوگ سمجھ لیں کہ لطیف غذائیں انسان میں طاقت اور شجاعت نہیں پیدا کر سکتی ہیں بلکہ شجاعت اور حقیقی عافیت روح سے تعلق رکھتی ہے اور روحانی طاقت پاکیزہ اور سادہ زندگی۔غریبوں کی مدد اور مصیبت زدہ لوگوں کے ساتھ ہمدردی کرنے سے پیدا ہوتی ہے۔اسی طرح قیمتی اور خوبصورت لباس انسانی عزت کا ذریعہ نہیں ہے بلکہ حقیقی عزت نیک اعمال سے حاصل ہوسکتی ہے۔آپ کی تعلیم غریبوں کے لئے چشمہ امید ہے اور غریب اور کم سرمایہ رکھنے والے لوگ ہی امید کر سکتے ہیں کہ اگر وہ بااصول اور نیک اعمالی کی زندگی بسر کریں تو وہ ترقی اور عزت کے اعلیٰ منازل تک پہنچ سکتے ہیں۔

ان واقعات سے ہمارے غریب ہندوستانی بھائی سبق حاصل کر سکتے ہیں ان کو جاننا چاہئے کہ ملک اور قوم کی امیدیں ان کے ساتھ وابستہ ہیں اور قومی عزت اور حریت کے حصول میں ان کی ذمہ داریاں اہم ہیں اور ان سعادتوں کے حاصل کرنے میں ان کو اپنی غربت سے بددل نہ ہونا چاہئے ،ان کی غربت ان کے کام میں سدراہ نہیں ہوسکتی بلکہ نسل انسانی کے فائدے کے بہترین کام ہمیشہ غریبوں کے ہاتھ سے سرانجام پائے ہیں۔ غریبوں کو اپنی غربت یا کمزوری کے باعث قومی ضروریات سے ہرگز بےخبر نہ ہونا چاہئے بلکہ ان کو یہ یاد رکھنا چاہئے کہ دنیا کے برگزیدہ لوگوں کے نقش قدم پر چل کر یہی غریب طبقہ نسل انسانی کے لئے زیادہ سے زیادہ مفید کام کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے اور دنیا کے سرمایہ دار طاقتور جابر اور ظالموں کے مقابلہ میں کامیابی اور فتح حاصل کر سکتا ہے۔

حضرات! ان وجوہ کی بنا پر جن کو بہت ٹوٹے پھوٹے الفاظ میں میں نے آپ کے سامنے پیش کیا۔ میں امام حسینؑ کی ذات سے عشق رکھتا ہوں۔میری یہ دلی خواہش ہے کہ اقوام عالم اور بالخصوص میرے ہندوستانی بھائی امام حسینؑ کو اپنے اصلی رنگ میں دیکھیں۔

(سلسلۂ اشاعت امامیہ مشن لکھنؤ نمبر ۲۵۴ ۱۲/صفر ۱۳۷۸ھ)

❀❀❀